

خاتم النبیین کا پیغام

ہرزمین اور ہرزمان کے لئے ہے

نذیر الحق میرٹھی

مسائل حیات کا حل تنہا عقل انسانی نہیں کر سکتی۔ اس کے لئے وحی و نبوت کی روشنی اور ہدایت کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر انسان کو نہ انسانیت، میسر آ سکتی ہے اور نہ دنیا میں امن و عدل قائم ہو سکتا ہے۔ امن و عدل ہی سے انسان کی ذہنی صلاحیتیں اُجاگر ہوتی ہیں اور اس کی عملی توانائیاں اُبھرتی ہیں۔ صحیح تہذیب و تمدن پیدا ہوتا اور اصلاح و ارتقاء کی راہیں کھلتی ہیں۔ اگر انسان کو وحی و نبوت کی رہنمائی نہ ملتی تو نہ اُسے صحیح علم و عقل میسر آتی اور نہ آج یہ موجودہ سائنٹیفک دور ہوتا۔ آج دنیا میں جہاں کہیں بھی خیر و صلاح اور نیکی پائی جاتی ہے وہ وحی و نبوت ہی کا فیضان ہے۔ یہ وہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے جس پر آج عقل انسانی بھی مہر تصدیق ثبت کر چکی ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے وحی و نبوت کی حقیقتیں اور صداقتیں روشن ہوتی جاتی ہیں۔ مطلب یہ کہ انسان نے آج تک جتنی بھی ذہنی و تمدنی ترقی حاصل کی ہے اس کو فکر ہی غذا تعلیماتِ نبوت ہی سے ملی ہے۔ ہر مذہب، ہر نظام اور ہر فلسفے میں جتنی بھی حقیقت و صداقت ہے وہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے مقدس سلسلہ فیض کا صدقہ ہے۔

وحی الہی کا سلسلہ قرآن حکیم پر ختم ہو گیا اور نبوت کا سلسلہ ہمارے نبی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو گیا اور نوع انسانی کے نام پروردگارِ عالم نے اعلان کر دیا،

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَمَتْ عَلَيْكُمْ لِعَمَّتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ۝

(سورۃ المائدہ - پارہ ۶)

(ترجمہ) آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔

یعنی اسے انسا فواجب تمہارے پاس قرآن حکیم ذکر ہی للعالمین بن کر اور حامل قرآن رحمتہ للعالمین

بن کر آگیا۔ تو اب تمہارے لئے تہذیب و ترقی اور امن و سلامتی کی راہ صرف اسلام ہے اسی کو اختیار کرو۔

أَفْخَيْرَ دِينٍ اللَّهُ يُبْعَثُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝
(سودہ آل عمران - پارہ ۳)

(ترجمہ) اب کیا یہ لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (دین اللہ) کو چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ آسمان زمین کی ساری چیزیں چاروں جاہ اللہ ہی کی تابع فرمان (مسلم) ہیں اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔ اس اعلان کے بعد بھی اگر انسان کوئی اور فلسفہ حیات اور نظام زندگی اپنے دماغوں سے گھڑیں اور کوئی اور طریقہ زندگی اختیار کریں تو وہ کان کھول کر سن لیں:-

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ

(ترجمہ) اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے گا تو سن لو اس کا یہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائیگا۔ قرآن پاک کا اعلان ہے ہر قوم اور ہر ملک میں اللہ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لئے نبی و رسول آتے رہے سب سے آخر میں ہمارے نبی رحمت عالم اور محسن اعظم بن کر آئے حضور سے پہلے حضرات انبیاء کرام الگ الگ قوموں کی طرف آتے رہے۔ آپ سے پہلے ابھی انسان کی نگاہ اتنی بلند اور اس کا ذہن اتنا وسیع نہیں ہوا تھا کہ وہ وحدت الہی کے ساتھ وحدت انسانی یعنی تمام بنی نوع انسان کی عالمگیر برادری کے تصور کو قبول کر سکتا۔ آپ کا ظہور تمام عالم انسانیت کے لئے تھا اور خدا کے آخری نبی کو ہونا بھی ایسا ہی چاہیے تھا اس لئے قرآن پاک نے واضح الفاظ میں اعلان کر دیا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَقَدْ ذُكِّرْنَا

(ترجمہ) اور ہم نے تجھے تمام نوع انسانی کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

اسے نبی؟ آپ کا کام صرف اتنا ہے کہ آپ انسانوں کو اس بات کی خوشخبری سنادیں کہ اسے لوگو! اگر تم اپنے کفر و شرک سے توبہ کر کے اللہ کی بندگی اور میری پیروی اختیار کرو تو تم دنیا میں امن و سکون سے رہو گے اور صلاح و ترقی حاصل کرو گے اور اگر توحید و رسالت کے اقرار و اعتراف اور خدا پرستی و نیک عملی سے انکار و اعراض کرو گے تو بالآخر تم اخلاق و انسانیت اور امن و سلامتی سے محروم ہو کر تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ اگر تمہیں اس بات کا یقین نہیں تو دنیا کی قوموں کا انتخاب و مآل

قرآن میں سے معلوم کرو اور عبرت و نصیحت حاصل کرو۔ اس کی تشریح دوسری جگہ ان الفاظ سے کر دی:

قَدْ يَايَاهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيعًا ﴿٥٥﴾

(ترجمہ) (اے نبی!) دنیا کے تمام انسانوں سے کہہ دو کہ میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اسی سلسلے میں نوبہ انسانی کے سامنے یہ حقیقت باہر رکھی گئی:

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٦﴾

(ترجمہ) اللہ ہم نے تجھے اقوام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یعنی اگر دنیا کے انسان ذرا بھی عقل و سمجھ اور طلبِ حق و صداقت رکھتے ہیں تو وہ اس حقیقت کو پالیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندگی کے تمام معاملات و مسائل میں اُسوۂ حسنہ ہیں اور آپ کی تعلیم ہی کے سانچے میں ڈھل کر وہ بہترین انسان اور صدق و اخلاص کا پیکر بن سکتے ہیں۔

اسلام کا خدا رب العالمین ہے۔ تمام انسانوں کی ہدایت و سعادت کا سامان کرنے والا، ان کی جسمانی و روحانی تربیت کرنے والا اور ان کو ہر قسم کی ترقی و کامرانی عطا کرنے والا صرف اُسی کا دیا ہوا ضابطہ قوانین (قرآن) ذِکْرُ اللِّعْلَمِيْنَ (۵۶) یعنی انسانوں کو بھولتی ہوئی حقیقتیں اور صداقتیں یاد دلانے والا، انسانوں کے گھڑے ہوئے فلسفوں، نظموں اور قوانین سے بے نیا ذکر دینے والا ہے۔ اس میں زمان و مکان و نسل، نسل، خون، زبان اور وطن کی کوئی تخصیص و تمیز نہیں۔

جب بھی انسان اس حقیقت و صداقت کو اچھی طرح سمجھ لیں گے، دل سے اس پر ایمان لے آئیں گے اور زندگی کے تمام معاملات و مسائل میں صادق و مصداق کو اپنا استہدایاں لیں گے اُسی روز سے انسانوں کی حالت بدل جائے گی، اللہ کی زمین اللہ کے نور سے چمک اٹھے گی اور ظلم و فساد کی جگہ امن و عدل کا دور درخشاں ہو جائے گا۔

سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ نے وحی الہی کی صداقت اور اس کی ضرورت و اہمیت کو دلائل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ خاتمہ پر وحی کی اصل غرض دعوت الی الحق کا ذکر کیا ہے اور اس کا طریق بتلویا ہے۔ ارشاد باری ہے:-

اَتَّوَعُّ اِلَى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَاوِزْهُمْ بِالتِّيْهِ اَوْحِنُ

(سورہ النحل - پارہ - ۱۴)

(ترجمہ) اپنے رب کے رستے کی طرف حکمت اور نصیحت سے بلاؤ اور اُن سے اچھے ڈھنگ سے بحث کرو۔ حکمت سے مراد مٹھوس کی بات، قریب الفہم انداز اور دل نشین طریقہ بیان ہے موعظہ سے مراد تنبیہ ہے۔ دعوت الی الحق کے لئے حکمت اور موعظہ حسنہ یہ دو چیزیں لازمی ہیں حکمت یعنی دلائل محکمہ اور موعظہ حسنہ کے بغیر یہ کام کسی اور طریقہ سے نہیں ہو سکتا۔ ان دو چیزوں کے ساتھ جدال کا ذکر بھی ہے یعنی دعوت و تبلیغ کے ساتھ بحث کی ضرورت نہیں ہوتی ہے پس اگر بحث کی ضرورت پیش آئے تو عمدہ طریق سے بحث کی جائے مخاطب کے جذبات کو جان بوجھ کر متعلق نہ کیا جائے، اُس میں ضد نہ پیدا کی جائے اور اس کی خودی کو محسوس نہ کیا جائے، بقدر فہم و استعداد اس کے ضمیر و عقل کو بیدار کیا جائے اور بحثِ جدال میں بھی محبت و ہمدردی کا جذبہ کار فرما رہے جس دعوت و تبلیغ سے دلوں میں تنفر، باطل پر اصرار اور جہاد و قربانی سے فرار پیدا ہو وہ نبوی دعوت و اصلاح نہیں چنانچہ حضور کو حکم ہوا:۔

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعَيْدِ ۝

(سورہ قی - پارہ - ۲۶)

(ترجمہ) سو تو سمجھا قرآن سے اُس کو جو ڈرانے سے ڈرے۔

یعنی جو لوگ توحید، رسالت اور آخرت کا انکار کرتے ہیں اُن کا معاملہ ہمارے سپرد کر دو۔ ہم جانیں اور وہ آپ کا یہ کام نہیں کہ آپ زبردستی لوگوں سے سنی و صداقت کی بات منوائیں۔ داعیانِ حق کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ کفار و مشرکین، منافقین اور فساق و فجار کو اُن کے کفر و شرک اور فسق و فجور کے انجامِ بد سے ڈراتے رہیں۔ ارشاد ہوا:۔

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝

(سورہ الذاریات - پارہ - ۲۷)

(ترجمہ) یاد دلاتا اور سمجھاتا رہ، یہ یاد دلانا اور سمجھانا ایمان والوں کو نفع دیتا ہے۔

ایمان لانے والے نصیحت قبول کرتے ہیں اور منکرین و معاندین پر حجت پوری ہوتی ہے۔ آپ دعوت و تبلیغ کا کام کما حقہ کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ اس سے زیادہ اُن کے پیچھے نہ پڑیے اور نہ غم کیجئے۔ آپ کی بات نہ ماننے کا انجام اپنی پرہے گا۔ اس کا نتیجہ بھی وہی ٹھکتی ہے۔ آپ کا کام صرف بھانا ہے یہ سلسلہ جاری رکھئے جو ایمان لانا چاہے، اُس کو یہ سمجھادینا کام دے گا جو ایمان لاچکے ہیں اُن کے ایمان میں مزید تقویت و ترقی ہوگی اور منکروں پر خدا کی حجت تمام ہوگی، مزید فرمایا:۔

إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝ لَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ۝

(سورہ تکویر - پارہ - ۳۰)

(ترجمہ) یہ تو ایک نصیحت ہے، جہان بھر کے واسطے تم میں سے جو چاہے کہ سیدھا چلے اس کے لئے۔
یعنی قرآن اُن کے لئے جو عناد و کج روی چھوڑ کر اسلام کی راہ پر سیدھا چلنا چاہیں ایک نصیحت ہے
وہی اس سے استفادہ کریں گے۔

دُنیا نے دیکھا کہ آپ نے کس خوبی اور دلنوازی سے تبلیغ و اصلاح کا کام سرانجام دیا اور محض دعوت و ارشاد
سے خلافتِ راشدہ کا نظام قائم کر دکھایا۔

فَذَكِّرْ اِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرٰى (ترجمہ) سو تو سبھا دے اگر سمجھانا فائدہ دے۔

یعنی جب اللہ پاک نے آپ کو رحمتِ عالم بنا کر اس منصبِ جلیلہ پر فائز فرمایا ہے، بڑے بڑے انعامات
و احسانات کئے ہیں تو آپ اپنے ایمان، اخلاق اور علم سے دوسروں کو فیض پہنچائیے، اپنے کمال سے
دوسروں کی اصلاح و تکمیل کیجئے اور دعوتِ الی اللہ کا حق ادا کر دیجئے۔

اس عظیم الشان اور عظیم المرتبت کام میں "ان نفعت الذکرى" کی شرط اس لئے لگائی کہ تذکیر و
وعظ اس وقت لازم ہے جب مخاطب کی طرف سے اُس کا قبول کرنا متوقع ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا منصب و عظمت تذکیر بہر شخص کے لئے نہیں۔ ہاں تبلیغ و اذار یعنی حکمِ الہی کا پہنچانا اور اللہ کے عذاب
سے ڈرانا آپ کا فرض منصبی ہے تاکہ بندوں پر حجت قائم ہو اور جہل و نادانی کا عذر باقی نہ رہے۔

یہاں اس فرق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ وعظ و تذکیر اور چیز ہے اور تبلیغ و اذار اور چیز
عام طور پر دونوں میں فرق نہیں کیا جاتا۔ اس لئے بعض مواقع پر الجھنیں اشکالات اور اعتراضات پیدا
ہوتے ہیں بعض مفسرین نے زیادہ واضح الفاظ میں مذکورہ آیت کے معنی یوں بیان کئے ہیں کہ بار بار
نصیحت کر۔ اگر ایک بار کی نصیحت نے کوئی نفع نہ دیا ہو۔ یہ بات تھی وعظ و تذکیر کی۔ ہاں تبلیغ و اذار کا
معاملہ سو وہ بہر حال لازمی اور ضروری ہے۔

آیت زیر بحث کا ترجمہ مفہوم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی تفسیر عزیزی میں یوں
بیان کیا ہے:-

یعنی پس یاد وہ مردم را اگر نفع دهد یاد دادن و پسند کردن تا کمال تو مستعدی شود ہزاراں کس
بزنک تو زنگیں گردند۔

(ترجمہ) پس یاد دلا لوگوں کو اگر یاد دلانا اور نصیحت کرنا نفع دے تاکہ تیرا کمال ہزاروں لوگوں کو پہنچے

اور لوگ تیرے رنگ میں رنگ جائیں۔ اسی مضمون کو سورہ الغاشیہ میں یوں بیان کیا:

فَذَكِّرْ لَنْتَ مَذَكِّرُهُ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمَصِيحٍ اِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَكُفِّرْ

(ترجمہ) سو تو سبھائے جا تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے، تو نہیں ان پر داروغہ۔ مگر جس نے منہ موڑا اور منکر ہو گیا۔

یعنی جب یہ لوگ باوجود دلائل واضح غور نہیں کرتے تو آپ بھی زیادہ ان کی فکر میں نہ پڑیں بلکہ صرف

نصیحت کر دیا کریں کیونکہ آپ نصیحت کرنے اور سمجھانے کے لئے ہی بھیجے گئے ہیں۔ اگر یہ نہیں سمجھتے تو آپ

ان پر داروغہ بنا کر مسلط نہیں کئے گئے کہ زبردستی ان کو حق منوا کر چھوڑیں اور ان کے دلوں کو بدل ڈالیں۔

یہاں تک ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ،

عقل انسانی کو وحی کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح آنکھ کو روشنی کی۔ وحی ان اصول و قوانین کو بیان

کرتی ہے جن کی بنیاد پر ایک عالمگیر انسانی معاشرے کا قیام عمل میں آتا ہے۔ وحی کے بیان کردہ اصول تمام

نوع انسانی کے لئے اٹل اور غیر متبدل ہیں۔ یہ محکم اور غیر تبدیل اصول صرف قسمان اور اسوہ رسول میں

قیامت تک کے لئے موجود و محفوظ ہیں۔ ان ابدی اصولوں کی تعلیم و تلقین اور تعمیل و تذکرہ کا کام نبوی طریقے

پر ہونا چاہیئے۔ آج دنیا والوں کو اس کی شدید ضرورت ہے۔ اب یہ کام نبوی طریقہ پر نہیں ہو رہا۔ اس

لئے اس کے وہ انقلاب آفرین اثرات و نتائج مترتب نہیں ہو رہے جو اسلام کا مقصود و مطلوب ہیں۔

خود ساختہ فرقوں اور دعوت و تبلیغ کے من گھڑت طریقوں نے اسلام کا اصل اصلاحی و انقلابی تصور

اور اسلام کے ابدی اصول لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل کر رکھے ہیں۔ ضرورت ہے کہ سیرت رسول

اور تعلیمات نبوی سے ہم دعوت و تبلیغ اور اصلاح و انقلاب کا انداز سیکھیں اور احیاء اسلام کی

لاہیں صاف اور ہموار کریں۔



بقیہ : نظرات

ارتقا پانے والی ثقافت انسان کو اشرف المخلوقات کے بلند مقام پر پہنچاتی ہے جبکہ ثقافت کا

عامیازہ تصور جس کا پرچار آجکل شد و مد سے کیا جاتا ہے انسان کو حیوان کے درجے تک لے جاتا

ہے۔ اس لئے کہ یہ ثقافت جن عناصر سے مرکب ہے وہ حیوانوں میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں،

اس لئے انسان کے لئے وجہ افتخار نہیں ہو سکتے۔